۵ تلوار کا پانی

آرزوؔ لکھنوی

پیشِ درس

کربلا کا واقعہ اسلامی تاریخ میں بہت مشہور ہے۔ عموماً میدانِ کربلا میں شہید ہونے والوں کی یاد میں لکھی گئی نظم کو مرثیہ کہا جاتا ہے۔ مرثیے کے دو بڑے شاعر گزرے ہیں؛ میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ، انھوں نے چھے چھے مصرعوں کے بند میں مرثیے لکھے ہیں۔ چھے مصرعوں کے بند کو مسدّس کہا جاتا ہے۔ مسدّس سے پہلے مرثیہ مختلف ہیئتوں میں لکھا جاتا تھا۔

اکثر مرثیہ نگاروں نے اس واقعے کو مسدس کی شکل میں نظم کیا ہے۔ آرزوؔ لکھنوی کا یہ مرثیہ غزل کی شکل میں ہے جو اس منظر کی عکاسی کرتا ہے جب حضرت عباس پانی لینے کے لیے نہرِ فرات پر پہنچے۔ آرزوؔ نے لفظ 'پانی' کو یہاں مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے جیسے 'تلوار کا پانی' کے معنی 'تلوار کی تیز دھار' کے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ محاورے بھی یہاں برتے گئے ہیں مثلاً کلیجا پانی ہونا، ٹاپ مارنے سے پانی نکل آنا، آنکھ سے پانی ٹپکنا، ماتھے سے پانی ٹپکنا۔ اس مرثیے میں حضرت عباس کی جنگ اور شہادت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ امام حسین کی صاحب زادی سکینہ پیاس سے بے قرار تھیں۔ ان کی فرمائش پر حضرت عباس پانی لانے دریا کے گھاٹ تک گئے۔ مشک میں پانی بھرا اور واپس پلٹے لیکن دشمنوں نے گھیر لیا۔ حضرت عباس بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

انسانی معاشرے میں پیاسے کو پانی پلانا نیکی کا ایک بڑا کام ہے اور پیاسے کو پانی نہ پینے دینا یا پانی پر روک لگانا ظلم سمجھا جاتا ہے۔ مرثیے میں اس اخلاقی عمل کو بہت دردمندی سے بیان کیا گیا ہے۔

جان پہچان

سیّد انور حسین آرزوؔ لکھنوی ۱۷ فروری ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے۔ انھوں نے اُردو، فارسی اور عربی کے علاوہ دیگر علوم کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ گھر کی روایت کے مطابق انھوں نے شاعری کو اپنایا اور ضامن علی جلالؔ لکھنوی کے شاگرد بن گئے۔ آرزوؔ لکھنوی ادیب، دانشور، ڈراما نگار اور علمِ عروض کے ساتھ زباندانی کے بھی ماہر تھے۔ انھوں نے غزلیں، مرثیے، قصیدے وغیرہ کے علاوہ ہندوستانی فلموں کے نغمے بھی لکھے۔ آرزوؔ نے لکھنوی غزل کے رنگ کو نکھارا اور اسے ایک نئی اور سادہ زبان دی۔ 'فغانِ آرزوؔ'، 'جہانِ آرزوؔ'، 'سریلی بانسری' اور 'نشانِ آرزوؔ' ان کے شعری مجموعے ہیں۔ صحیفۂ الہام (سلام)، صبحِ اسلام (نعتیہ مسدس)، خمسۂ متحیرہ (مرثیہ)، دردانہ (مثنوی)، اربعِ عناصر (مرثیہ) ان کی قابلِ ذکر کتابیں ہیں۔ شعری فن کے رموز، اُصولِ بیان اور قواعد کے حوالے سے ان کی دو کتابیں 'نظامِ اُردو' اور 'میزان الحروف' بہت مشہور ہوئیں۔ تقسیمِ ہند کے بعد آرزوؔ کراچی چلے گئے اور وہیں ۱۶ /اپریل ۱۹۵۱ء کو ان کا انتقال ہوا۔

تپتے بن میں رہے پیاسے تو یہ سوکھا پانی　　بچے روئے بھی تو آنکھوں سے نہ نکلا پانی
پیاس پر اُن کی ، نہ کیوں کر ہو کلیجا پانی　　بوند بھر جن کو نہ لوٗ دھوپ میں پہنچا پانی
رن میں گھوڑا جو اُڑاتے ہوئے پہنچے عباس　　چوکیاں گھاٹ پہ بیٹھی تھیں ، رُکا تھا پانی
برچھیاں تانے بڑھے آگے لہو کے پیاسے　　ہو جنھیں دیکھ کے پتھر سا کلیجا پانی
منچلا ایسا کبھی کاہے کو دیکھا ہوگا　　لینے آیا ہے جو اِتنوں سے اکیلا پانی

ہم ہیں لاکھوں ، یہ اکیلا ہے، بنا سکتا ہے کیا
سؤرما بھی ہے تو ہو ، لے نہیں سکتا پانی

بل پڑے تیوریوں پر ، ہوگئی چِتوَن کچھ اور
تمتمانے لگا منہ ، ماتھے سے ٹپکا پانی

کھنچ کے باہر ہوئی کاٹھی سے تڑپتی ناگن
لہریں لینے لگا تلوار کا ٹھہرا پانی

چھیڑ جیسے ہی ہوئی ، آپ نے بھی تان لی باگ
ٹاپ گھوڑے نے جو ماری ، نکل آیا پانی

پہلے ہی وار میں ریتی پہ لہُو یوں برسا
جیسے آئی ہوئی برسات کا پہلا پانی

جو تھے ساونت بڑے، اُن کے بھی جی چھوٹ گئے
منچلوں کا بھی ہوا ، ڈر سے کلیجا پانی

آن کی آن میں لاکھوں کا ڈبویا بیڑا
نہیں دیکھا کسی تلوار کا ایسا پانی

لڑ کے جب چھین لیا گھاٹ تو چلّا کے کہا
اب تمھارا ہے یہ پانی کہ ہمارا پانی

پیاسے بچّوں کا بلکنا جو نہیں بھولا تھا
اُٹھا چھاتی سے دھواں ، آنکھ سے ٹپکا پانی

اتنے میں روکنے کو آ گئے پھر غول کے غول
کہتے جاتے تھے کہ لے جانے نہ دینا پانی

آپ بھی ہوگئے گھوڑے پہ سنبھل کر تیار
لے لیا ، جتنا بھی چھاگل میں سمایا پانی

پھر کھنچی میان سے تلوار ، چلے وار پہ وار
گھاٹ پر لال لہو سے ہوا سارا پانی

پھر بھی لاکھوں سے اکیلے کی لڑائی کب تک
دھوپ ، لوٗ ، پیاس ، تھکن ، اُس پہ نہ پینا پانی

وار بھرپور چلے ، گھاؤ بھی گہرے آئے
بہہ گیا اُتنا لہُو ، لائے تھے جتنا پانی

کٹ گئے ہاتھ بھی ، جینے کی بھی اب آس نہیں
آپ بچ سکتے نہ تھے ، کون بچاتا پانی

آپ گھوڑے سے گرے ، 'ہائے سکینہؑ' کہہ کر
سوچ یہ تھی کہ بھتیجی کو نہ پہنچا پانی

ہچکی اک آئی ، لویں پھرنے لگیں ، سانس اُکھڑی
نیل آنکھوں سے ڈھلا ، ماتھے سے ٹپکا پانی

آرزوؔ ! ڈوب کے جب تھاہ لگائے تو کھلے
اُتھلی ندّی میں نہ ہونے پہ ہے کتنا پانی

معانی واشارات

یہ سوکھا پانی	پانی ایسا سوکھا
کلیجا پانی ہونا	بہت تکلیف ہونا، بہت ڈر لگنا
عباس	حضرت علیؑ کے صاحبزادے
تیوریوں پر بل پڑنا	پیشانی پر لکیریں اُبھر آنا، مراد ناراض ہونا
چِتون	نظر
کاٹھی	تلوار کی میان
ٹاپ مارنے سے پانی نکل آنا	زمین میں گڑھا ہوجانا مراد مشکل حل ہونا
ساونت	بڑے بہادر
جی چھوٹنا	ہمت ہار جانا
تلوار کا پانی	تلوار کی دھار

چھاتی سے دھواں اُٹھنا - کسی کے غم کا اثر ہونا
غول کے غول - بہت سی ٹولیاں
لویں پھرنا - مرنے کے قریب کان کی لویں پھر جانا

آنکھوں سے نیل ڈھلنا - موت کے آثار پیدا ہونا
تھاہ لگانا - پانی کی گہرائی ناپنا

مشقی سرگرمیاں

✱ ذیل کا شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

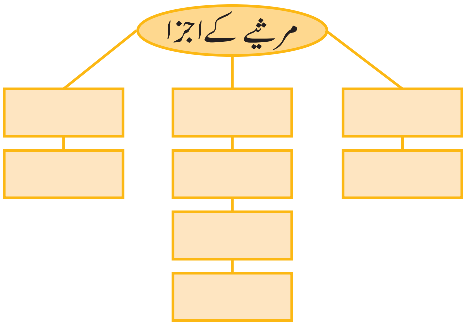

✱ مندرجہ ذیل خاکے مکمل کیجیے۔

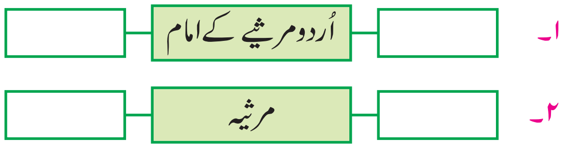

✱ دیے ہوئے الفاظ کے مترادف سے خاکہ مکمل کیجیے۔

✱ ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱- کربلائی مرثیے کی تعریف لکھیے۔
۲- بچوں کی آنکھوں سے پانی نہ نکلنے کی وجہ بیان کیجیے۔
۳- میدانِ جنگ میں حضرت عباس کے پہنچنے کا منظر اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
۴- مرثیے سے استعارے والے شعر کی نشاندہی کیجیے۔
۵- مرثیے سے مبالغے کے اشعار تلاش کر کے لکھیے۔
۶- مرثیے کے آخری دو اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے۔
۷- سیاق وسباق کی مدد سے درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے۔

(i) کھنچ کے باہر ہوئی کاٹھی سے تڑپتی ناگن
لہریں لینے لگا تلوار کا ٹھہرا پانی

(ii) چھیڑ جیسے ہی ہوئی، آپ نے بھی تان لی باگ
ٹاپ گھوڑے نے جو ماری، نکل آیا پانی

(iii) آپ گھوڑے سے گرے، 'ہائے سکینہ' کہہ کر
سوچ یہ تھی کہ بھتیجی کو نہ پہنچا پانی

۱۰- مرثیے کا خلاصہ بیان کیجیے۔

سرگرمی/منصوبہ

۱- استاد کی رہنمائی میں کتاب یا انٹرنیٹ سے میر انیسؔ، مرزا دبیرؔ، فیض احمد فیضؔ اور وحید اخترؔ کے مرثیے تلاش کر کے ان کے دو دو بند اپنی بیاض میں لکھیے۔
۲- شخصی مرثیے پر مبنی منصوبہ تیار کیجیے۔

نکات : مرثیہ، شاعر، مرثیے کے اجزا، مرثیے میں شامل صنعتیں، لفظی تراکیب اور تبصرہ۔